# AL-ILM Journal

**Volume 6, Issue 1**

**ISSN (Print):** 2618-1134
**ISSN (Electronic):** 2618-1142

**Issue:** https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
**URL:** https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/


**Title** نسخ فی الحدیث میں امام شافعی اور طحاوی کے مناہج کا تقابلی جائزہ


**Author (s):** Dr. Muhammad Waris Ali



**Received on:** 20 Feb. 2021
**Accepted on:** 05 June, 2022

**Published on:** 10 June, 2022
**Citation:** English Names of Authors, “Nasakh Fil Hadith Main Imaam Shafi Aur Tahawi ky Manahij Ka Taqabli Jaiza”, AL-ILM 6 no 1(2022):192-206

**Publisher:** Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

# نسخ فی الحدیث میں امام شافعی اور طحاوی کے مناہج کا تقابلی جائزہ

ڈاکٹر محمد وارث علی*

## Abstract

Al-Shāfiʿī (d204/820) and al-Ṭaḥāwī (d321/933) have contributed in resolving Contradiction of Ḥadīth. Al-Shāfiʿī has compiled Ikhtilāf-al-Ḥadīth and al-Ṭaḥāwī has written Sharaḥ M'āni al-Athār in this particular field. Al-Shāfiʿī is the founder of Shāfiʿī Fiqh and al-Ṭaḥāwī is the representative of Ḥanfi school of thought. This study focusses the methodologies of both the scholars with examples taken from their books about resolving the contradiction of Ḥadīths through abrogation. They have solved many issues by identifying abrogation of Ḥadīths. They differed on some issues with each other as al-Shāfiʿī has declared some of the Ḥadīths abrogated whereas al-Ṭaḥāwī has identified them not to be abrogated. Similarly, in some issues al-Ṭaḥāwī considers the Ḥadīths abrogated but al-Shāfiʿī has different point of view about them.

**Keywords:** Ḥadīth, Contradiction, al-Shāfiʿī, al-Ṭaḥāwī, Abrogation

امام شافعی اور امام طحاوی رحمہما اللہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے ماہرین حدیث اور فقہ ہیں جنہوں نے حدیث اور فقہ دونوں میادین میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں امام شافعی نے اختلاف الحدیث میں ایسی روایات کو موضوع بحث بنایا ہے جو بظاہر ایک دوسرے کی مخالف نظر آتی ہیں اور ان کے اختلاف کے اسباب اور اس کی نوعیت بیان کی ہے اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھنے والی روایات پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ان کے اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان دونوں شخصیات نے اختلاف روایات کو دور کرنے کے لئے تطبیق، تنسیخ اور ترجیح کے اصول استعمال کئے ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تنسیخ روایات کے بارے میں ان دونوں اہل علم کا طریقہ اور اسلوب کیا ہے؟ یہ مختصر مقالہ اس بارے میں تحریر کیا گیا ہے کہ روایت کے ناسخ اور منسوخ ہونے کے بارے میں جو اسلوب انہوں نے اختیار کیا ہے اس کا جائزہ لیا جائے اور ان کی مذکورہ کتب سے ان مسائل کا احاطہ کیا جائے جن میں تنسیخ روایات کا اصول استعمال کیا گیا ہے۔ اس بارے میں یہ دونوں اہل علم بعض مسائل میں ایک دوسرے سے اتفاق کرتے ہیں لیکن بعض معاملات میں مختلف نقطہ ہائے نظر رکھتے ہیں یا نفس مسئلہ میں تو اتفاق ہوتا ہے لیکن اس کی روایات میں اختلاف رکھتے ہیں یا اس مسئلہ کی روایات کی استنادی حالت میں فرق ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ نجم میں سجدہ تلاوت کے حوالے سے امام شافعی اور امام طحاوی رحمہما اللہ کا ایک حوالے سے اتفاق ہے اور ایک حوالے سے اختلاف ہے۔ اس مقالہ میں ان مسائل کو بیان کیا گیا ہے جن میں ان دونوں کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

---

*: اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گیریژن یونیورسٹی، لاہور

## سابقہ کام کا جائزہ

علم مختلف الحدیث کا آغاز دور نبوی میں ہی ہو گیا تھا اور صحابہ کرام بھی اس کا استعمال کیا کرتے تھے پھر دور تدوین میں اسے تفسیر، حدیث اور علوم الحدیث کے ذخائر میں ضمنی طور پر بیان کیا جاتا رہا لیکن بطور فن اس پر سب سے پہلے جو کام ہوا وہ تیسری صدی ہجری میں امام شافعی ۲۰۴ھ نے کتاب الام کی دسویں جلد میں کیا جسے بعد میں الگ کتاب کے طور پر شائع کر دیا گیا جسے(۱)"**اختلاف الحدیث** "کا نام دیا گیا ہے اس کے بعد امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری ۲۷۶ھ نے (۲)"**شرح معانی الآثار**" اور "**شرح مشکل الآثار**" کی صورت میں کیا اور احادیث و سنن میں موجود ظاہری اختلاف کو بڑی مہارت کے ساتھ دور کیا ان کے بعد بھی اس موضوع پر کام ہوا ہے البتہ وطن عزیز کی جامعات اور بیرون ممالک میں موجود مختلف یونیورسٹیوں میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر اس حوالے سے چند مقالہ جات لکھے گئے ہیں جن میں سے "**منہج الامام الطحاوی فی دفع التعارض بین نصوص الشرعیۃ من خلال کتابہ شرح مشکل الآثار**" کے عنوان سے حسن بن عبد الحمید بن عبد الحکیم بخاری نے جامعہ ام القری، مکہ مکرمہ میں ۱۴۲۲ھ / 2001ء میں لکھا جس میں شرح مشکل الآثار کی روشنی میں تعارض احادیث کو دور کرنے کے طریقے زیر بحث لائے گئے ہیں جن میں جمع بین النصوص، ترجیح اور ناسخ و منسوخ معروف ہیں لیکن اس میں ان اصولوں کے حوالے سے اطلاقی بحث نہیں کی گئی "**اختلاف الحدیث اور تاویل مختلف الحدیث کے منہج و اسلوب کا تقابلی مطالعہ**" کے عنوان سے منہاج یونیورسٹی میں ایم فل کی سطح کا مقالہ غلام مصطفی انجم نے تحریر کیا ہے جس میں مذکورہ دونوں کتب کے مناہج کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن ان کے اصولوں پر تفصیلی بحث نہیں کی گئی(۵)۔ منہاج یونیورسٹی لاہور میں حافظ نصیر احمد نے "**مشکل الآثار اور مشکل الحدیث کے منہج و اسلوب کا تحقیقی مطالعہ**" کے عنوان سے ایم فل کی سطح کا مقالہ تحریر کیا ہے جو اس فن کی بنیادی باتوں پر مشتمل ہے اور اس میں مذکورہ دونوں کتب کے حوالے سے ہمیں معلومات ملتی ہیں۔ لیکن نسخ کے عنوان سے الگ سے کوئی تحقیقی کام مقالہ نگار کے علم میں نہیں تھا جس کی بنا پر اس پر کام کیا گیا ہے کہ ان دونوں اہل علم کے مناہج کا تقابل کیا جائے اور ان کے متفقہ اور مختلفہ مناہج کی وضاحت کی جائے۔

## سورۃ نجم کے سجدہ کا نسخ

امام شافعی اس بات کے قائل ہیں کہ سورۃ نجم میں سجدہ ہے مگر فرض نہیں ہے اور وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ قرآن کے سجدہ میں سے کوئی سجدہ چھوڑ دیا جائے۔ اگر کسی نے یہ سجدہ چھوڑ دیا تو وہ اس کے عمل کو مکروہ سمجھتے ہیں اور اس کے چھوڑنے والے پر اس کی قضا لازم قرار نہیں دیتے کیونکہ ان کے نزدیک یہ واجب نہیں ہے۔ ان کے نزدیک یہ پسندیدہ عمل ہے اسے ترک نہیں کرنا چاہیے لیکن جس نے ترک کر دیا تو اس نے فضیلت کو ترک

کیا فرض کو ترک نہیں کیا۔ دوسرا یہ کہ جب حدیث پاک میں یہ ثابت ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور باقی لوگوں نے بھی دو آدمیوں کے علاوہ سجدہ کیا۔ تو گویا ان دو آدمیوں نے فرض نہیں چھوڑا اگر فرض چھوڑتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دہرانے کا حکم ارشاد فرماتے۔ پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ کی روایت کہ انہوں نے تلاوت کی مگر سجدہ نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم بھی نہیں دیا کہ اب سجدہ کر لو کیونکہ یہ فرض نہیں تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ ان دونوں میں سے ایک حدیث دوسرے کی ناسخ ہونے کا احتمال رکھتی ہے تو اسے کہا جائے گا کہ کسی نے بھی سورۃ نجم میں سجدے کے منسوخ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ یہ بھی تو احتمال ہے کہ سجدہ کا ترک کرنا منسوخ ہو اور سجدہ کرنا ناسخ ہو اور یہ زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ سجدہ کرنا سنت ہے۔ لیکن امام شافعی رحمہ اللہ آخر میں فیصلہ کن بات فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں ناسخ و منسوخ نہیں ہے بلکہ یہ اختلاف، مباح کی جہت سے ہے(1)

گویا امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ان میں نسخ نہیں پایا جاتا بلکہ اس میں اختلاف کی نوعیت مباح سے تعلق رکھتی ہے کہ اگر کوئی سجدہ کر لے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر کوئی شخص سجدہ نہیں کرتا تو وہ فضیلت سے محروم رہے گا البتہ وہ واجب کا تارک نہیں ہو گا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کا سورۃ نجم میں سجدہ تلاوت کے بارے میں نقطہ نظر یہ ہے کہ اس سورہ میں سجدہ تلاوت کی نفی کرنے والی روایات مختلف احتمالات رکھتی ہیں لہٰذا انہوں نے ان احتمالات کا ذکر کیا ہے اور پھر ایسی روایات ذکر کی ہیں جن میں یہ واضح ہوتا ہے کہ سورہ نجم میں سجدہ تلاوت ہے اور اس کی مخالفت میں ایک دلیل یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ مفصل سورتوں میں سجدہ تلاوت مکہ مکرمہ میں کیا جاتا تھا مگر مدینہ منورہ میں نہیں کیا جاتا تھا اس پر امام طحاوی رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کا حوالہ دیتے ہیں کہ جس میں سجدہ تلاوت کا ثبوت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے تین سال پہلے ہوئی۔ اس سے پتہ چلا کہ مفصل سورتوں میں سجدہ تلاوت صرف مکہ میں نہیں بلکہ مدینہ منورہ میں بھی ہوتا تھا پھر اس پر امام طحاوی رحمہ اللہ متعدد روایات ذکر کرتے ہیں اور اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ مفصل سورتوں میں سجدہ تلاوت موجود ہے اور سورۃ نجم میں بھی سجدہ واجب ہے اور احناف کے نقطہ نظر کو بیان کرنے

کے بعد فرماتے ہیں۔ **وھو قول ابی حنیفة و ابی یوسف و محمد رحمھم اللہ تعالیٰ** (2) یہی موقف حضرت امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ سورۃ نجم میں سجدے کے واجب ہونے اور نہ ہونے پر امام شافعی رحمہ اللہ اور احناف کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ واجب نہیں ہے جبکہ احناف کے نزدیک واجب ہے البتہ امام طحاوی رحمہ اللہ قیاس کے طریق پر اسے غیر واجب قرار دیتے ہیں۔

## رفع یدین کا نسخ

امام شافعی رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اپنے باپ سے روایت (3) کردہ حدیث کو دلیل بناتے ہوئے اس بات کے قائل ہیں کہ رکوع میں جاتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے تکبیر کے ساتھ ساتھ دونوں ہاتھ بھی اٹھانے چاہیے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس کی مخالف احادیث کو ترک کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ رفع یدین والی روایات سند کے اعتبار سے زیادہ مستند ہیں اور تعداد میں بھی زیادہ ہیں اور زیادہ تعداد حدیث کو زیادہ اچھی طرح محفوظ رکھ سکتی ہے کم تعداد کی نسبت۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث جن میں رفع یدین کی نفی ہوتی ہے (4) کے مقابلے میں رفع یدین کے ثبوت والی روایات کو قابل حجت اور مستند مانتے ہیں۔
اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رفع یدین کے ثبوت والی روایات کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایات پر ترجیح دیتے ہیں اور اس باب میں نسخ کے قائل نہیں ہیں۔ جبکہ احناف کے نزدیک رفع یدین والی روایات منسوخ ہیں اور ترک رفع یدین والی احادیث ان کی ناسخ ہیں۔ جیسا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ إِبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِنْ شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ (5)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کا آغاز تکبیر تحریمہ سے کرتے تو ہاتھوں کو اتنا بلند کرتے کہ آپ کے انگوٹھے تقریباً دونوں کانوں کی لو تک پہنچ جاتے پھر رفع یدین نہ کرتے۔
امام طحاوی رحمہ اللہ اس کے بعد اسی معنی پر مشتمل آٹھ روایات ذکر کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت پر کلام کرتے ہیں جس میں رکوع میں جاتے ہوئے اور اس سے اٹھتے ہوئے رفع یدین ثابت ہے۔ لیکن عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں تکبیر اولیٰ میں رفع یدین کرتے تھے پھر اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے (6)

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رفع یدین دیکھ کر اسے روایت تو کرتے ہیں لیکن خود رفع یدین نہیں کرتے اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رفع یدین کے نسخ کا یقیناً علم ہو گا ورنہ ایسا ممکن نہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھیں اور خود نہ کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خود رفع یدین نہ کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفع یدین کو روایت کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رفع یدین کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوخ مانتے تھے۔(7)اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا رفع یدین کو روایت کرنا منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے۔ یہی معاملہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ان سے مروی روایت میں رفع یدین کا ذکر ہے جبکہ ان کا اپنا عمل اس روایت کے خلاف ترک رفع یدین پر ہے۔ لہٰذا امام طحاوی اس سے استدلال کرتے ہوئے رفع یدین کی روایات کو ابن عمر کے نزدیک منسوخ قرار دیتے ہیں۔

اس کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ نظر صحیح (قیاس) کے ذریعے بھی اس بات کی تائید حاصل کرتے ہیں کہ رکوع میں جھکتے اور اٹھتے ہوئے رفع یدین نہیں ہے کیونکہ جب ہم غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین ہے اور دو سجدوں کے درمیان تکبیر میں رفع یدین نہیں ہے۔ اس حوالے سے اختلاف ہے کہ رکوع میں جاتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے تکبرات کے ساتھ رفع یدین ہے یا نہیں۔ بعض نے ان تکبرات کو تکبیر تحریمہ کی مثل قرار دے کر رفع یدین کا وجوب ثابت کیا کچھ نے سجدہ کی تکبیرات کے مثل قرار دے کر رفع یدین کی نفی کی۔ جب غور کیا جائے تو تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز درست نہیں رہتی جبکہ سجدہ کی تکبیرات نہ ہوں تو نماز ہو جاتی ہے ایسے ہی رکوع کی تکبیرات اگر رہ جائیں تو نماز ہو جائے گی۔ لہٰذا ان کو سجدہ کی تکبیرات کی طرح قرار دے کر رفع یدین نہ کیا جائے تو یہ قرین قیاس ہے۔(8)

اس مسئلہ پر بحث سے ہم یہ نتیجہ نکال کر سکتے ہیں کہ امام طحاوی رحمہ اللہ اس حوالے سے مفصل گفتگو دلائل کے ساتھ کرتے ہیں اور راوی کے اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کو اس بات کی دلیل سمجھتے ہیں کہ وہ حدیث منسوخ ہے ورنہ کسی بھی صحابی سے حدیث رسول ﷺ کے خلاف عمل کرنا متصور نہیں ہو سکتا۔ امام شافعی اور امام طحاوی رحمہا اللہ اس مسئلہ میں واضح اختلاف رائے رکھتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ ترجیح کے اصول کو اپناتے ہوئے اختلاف کو رفع کرتے ہیں اور امام طحاوی رحمہ اللہ نسخ کو استعمال کر کے اس کا حل پیش کرتے ہیں لیکن جب ان دونوں کے دلائل پر غور کیا جائے تو یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ امام طحاوی کا نقطہ نظر آثار و روایات کے علاوہ نظر صحیح کی تائید کے ساتھ زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔

## احرام کو خوشبو لگانا

احرام باندھنے سے پہلے احرام وغیرہ کو خوشبو لگانے کے حوالے سے امام شافعی رحمہ اللہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے احرام اور آدمی کو خوشبو لگانے میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر زعفران لگایا ہو تو اس کو دھونا ضروری ہے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت سے استدلال کرتے ہیں (9) جسمیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا عمل بیان ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگاتی تھیں جب آپ احرام باندھنے والے تھے اور بیت اللہ کے طواف سے پہلے جب آپ نے احرام کھول دیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حالتِ احرام میں خوشبو کی حالت میں پایا تو انہیں اسے دھونے کا حکم دیا(10) پر امام شافعی رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کو زیادہ معتبر اور مستند قرار دیتے ہیں اور اس کے مقابلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو ترک کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کے برابر نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کی یہ بھی توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم صفراء کو دھونے کا ہے نہ کہ خوشبو کو۔ اور یہ حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کی مانند ہے جس میں اعرابی کو صفراء دھونے کا حکم دیا گیا تھا لیکن اگر مان لیا جائے کہ خوشبو کو دھونے کا حکم تھا تو یہ ہجرت کے آٹھویں سال کا واقعہ ہے اور خوشبو لگانے کا عمل جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ حجۃ الاسلام ہجرت کے دسویں سال کا واقعہ ہے لہذا یہ ناسخ ہو گا اور دھونے کا حکم منسوخ۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعی یہاں پہلے روایات کے اختلاف کو ترجیح کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور پھر نسخ کا حکم لگاتے ہیں کہ اگر یہ نہیں تو دوسری صورت میں بعد والا حکم جو دسویں سال میں ہوا وہ ناسخ ہے اور جو پہلے کا حکم یعنی آٹھویں سال کیا گیا وہ منسوخ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## امام طحاوی کا نقطہ نظر

امام طحاوی رحمہ اللہ روایات و آثار پر مفصل بحث کرنے کے بعد طریق نظر کے ذریعے اس اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں حالتِ احرام میں قمیض، شلوار، عمامے، موزے، خوشبو شکار کرنا اور اس کو روکنا منع ہے۔ جب کوئی شخص احرام سے پہلے شلوار، قمیض، عمامہ، موزے وغیرہ پہنے ہوئے ہوں تو ہم اس کو اتارنے کا حکم دیتے ہیں اگر وہ نہ اتارے تو یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی حالتِ احرام میں لباس پہن لے تو ہم حالت احرام میں لباس پہننے سے منع کرتے ہیں تو وہ حالتِ احرام میں آنے سے پہلے پہنے ہوئے لباس کو اتارنے کا حکم لگاتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی نے حالتِ احرام سے پہلے شکار کیا ہو تو حالتِ احرام میں آنے سے پہلے اسے اس سے باز

آنے اور کیا ہوا شکار اپنے پاس روکنے سے بھی منع کرتے ہیں اگر اس نے شکار اپنے پاس روکا ہوا ہے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے حالتِ احرام میں شکار کیا۔ ایسے ہی خوشبو حالتِ احرام میں جائز نہیں ہے تو اگر کسی نے پہلے خوشبو لگائی ہوئی ہے اور وہ حالتِ احرام میں آنے سے پہلے اسے دھوتا نہیں ہے یہ بھی ایسے ہی ہو گا کہ اس نے حالتِ احرام میں خوشبو لگائی ہے۔ لہٰذا یہی ہمارا موقف ہے اور امام محمد بن حسن کا قول بھی یہی ہے۔(11)

گویا امام طحاوی رحمہ اللہ کا موقف اس حوالے سے نہ صرف امام شافعی رحمہ اللہ سے مختلف ہے بلکہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ سے بھی مختلف ہے ان سب کا نظریہ یہ ہے کہ احرام کو خوشبو لگانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ تو خوشبو سے منع کرنے والی روایات کو منسوخ قرار دیتے ہیں لیکن امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا نقطہ نظر جمہور احناف کے مطابق ہے لیکن امام محمد بن حسن شیبانی اور امام طحاوی رحمہ اللہ الگ سے نقطہ نظر رکھتے ہیں کہ یہ مکروہ ہے۔ جو آثار اور قیاس دونوں کے موافق دکھائی دیتا ہے اور اس میں احتیاط کا پہلو بھی نکلتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## قنوت فی الصلوۃ کا نسخ

اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ فجر کی نماز میں قنوت نازلہ کا پڑھنا مستحب ہے یا منسوخ۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحہم اللہ کے نزدیک قنوت فی صلاۃ الفجر منسوخ نہیں ہے بلکہ ان کے ہاں قنوت نازلہ کا پڑھنا مستحب ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک قنوت فی الفجر منسوخ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ تک قنوت پڑھی پھر اللہ کے حکم سے پڑھنا چھوڑ دی اور یہی طرز عمل خلفائے راشدین نے اختیار کیا۔ اس حوالے سے احناف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قنوت نازلہ بئر معونہ کے موقع پر رسول پاک ﷺ نے پڑھی اور احادیث میں اس کی مدت تقریباً ایک ماہ ذکر کی گئی ہے اور اس کے بعد آپ ﷺ نے ترک فرما دی احناف اس کی دلیل کے طور پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (12) سے مروی حدیث (13) پیش کرتے ہیں۔

اسی طرح امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہ (14) کی بیان کردہ روایت نقل کرتے ہیں۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَالَ اللهُمَّ أَنْجِ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ، وَزَادَ "فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ {لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ}(15) قَالَ فَمَا دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدُعَاءٍ عَلَى أَحَدٍ"(16) نبی پاک ﷺ جب (فجر کی) آخری رکعت سے سر اٹھاتے تو فرماتے "اللھم انج۔۔الخ" پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے مثل حدیث بیان کی جسے ہم نے اس باب کے آغاز میں ذکر کیا

ہے۔ اس پر یہ اضافہ کیا کہ "پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی {لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ} پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کسی کے لئے دعاءِ ضرر نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قنوت نازلہ آیت مذکورہ سے منسوخ کر دی گئی ہے، اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود (17) اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (18) کے آثار بھی موجود ہیں جو اس کے منسوخ ہونے پر دلیل ہیں۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مطابق اس میں نسخ کا وقوع نہیں ہے گویا قنوت نازلہ کے حوالے سے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام طحاوی رحمہ اللہ کا اختلاف پایا جاتا۔

## جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا

جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونے کا ثبوت حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت (19) سے ثابت ہوتا ہے جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يَقُومُ فِي الْجَنَائِزِ، ثُمَّ جَلَسَ " (20) بے شک رسول اللہ ﷺ جنازے کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے پھر اس کے بعد بیٹھنا شروع کر دیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کھڑا ہونے والا حکم پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا

اس مسئلہ پر امام شافعی رحمہ اللہ کے تبصرے اور تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ اس معاملے میں یہ حکم لگاتے ہیں کہ جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم متروک ہے۔ عام طور پر منسوخ کا اطلاق اس حکم پر ہوتا ہے جس کا پہلے وجوب ثابت ہو اور ترک اس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو واجب نہ ہو۔ اس مسئلہ میں آپ ﷺ کا جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہونے کا حکم وجوب کو بیان کرتا ہے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سے وجوب مراد نہیں لیا جس کے نتیجے میں وہ اس مسئلہ میں متروک کا حکم لگاتے ہیں۔

جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونے کے حوالے سے امام طحاوی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جن روایات میں نبی مکرم ﷺ سے جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونے کا عمل ہے تو یہ جنازہ پڑھنے کے لئے ہے اور جن روایات میں جنازے کے ساتھ چلنے کے حوالے سے کھڑا ہونا ذکر کیا گیا ہے وہ منسوخ ہیں اس بارے میں انہوں نے مختلف روایات کے ذریعے دلائل پیش کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ابن سخبرۃ (21) کہتے ہیں ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور کسی جنازے کا انتظار کر رہے تھے تو ایک اور جنازہ گزرا تو ہم کھڑے ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کھڑے کیوں ہوئے ہو؟ تو میں نے کہا اے اصحاب محمد ﷺ کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اذَا رَأَيْتُمْ جِنَازَةَ مُسْلِمٍ أَوْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ ،فَقُومُوا، فَإِنَّكُمْ لَسْتُمْ لَهَا تَقُومُونَ،إِنَّمَا تَقُومُونَ لِمَنْ مَعَهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّمَا صَنَعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً وَاحِدَةً كَانَ يَتَشَبَّهُ بِأَهْلِ الْكِتَابِ فِي الشَّيْءِ، فَإِذَا نُهِيَ عَنْهُ تَرَكَهُ (22)

جب تم کسی مسلمان، یہودی یا نصرانی کا جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ کہ تم اس کے لئے نہیں کھڑے ہو رہے بلکہ جو اس کے ساتھ فرشتے ہیں ان کے لئے کھڑے ہو رہے ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسا ایک مرتبہ کیا تھا اہل کتاب سے مشابہت کرتے ہوئے اور جب اس سے منع کر دیا گیا تو آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

اس روایت کو تائید کے طور پر ذکر کرنے کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ جنازے کے لئے کھڑے ہونے والے عمل کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔

لہذا ان دونوں بزرگوں کا ایک اعتبار سے اختلاف اور ایک اعتبار سے اتفاق پایا جا رہا ہے یعنی نسخ کے ثبوت کے ضمن میں اختلاف نظر آرہا ہے البتہ مسئلہ کے حکم میں اتفاق ہے کہ جنازے کو گزرتا دیکھ کر اس کے لئے کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے

## یوم عاشور کے روزے کا نسخ

یوم عاشور کے روزے کے حوالے سے دو نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں کہ یہ رمضان کے روزے کی فرضیت سے قبل واجب تھا یا نہیں۔ ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ رمضان کے روزے کی فرضیت سے پہلے عاشور کا روزہ واجب تھا جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس دن کا روزہ رکھنا واجب نہ رہا بلکہ منسوخ ہو گیا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث واضح دلیل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، "أَنَّ النَّبِيَّ صَامَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ الْفَرِيضَةَ، وَتَرَكَ عَاشُورَاءَ." (23) بے شک نبی پاک ﷺ نے دور جاہلیت میں اس (دن) کا روزہ رکھا اور اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا لہذا جب رمضان (کے بارے آیات) کا نزول ہوا تو یہ رمضان فرض ہو گیا اور عاشورہ کے روزے کو ترک کر دیا گیا۔

گویا اس روایت سے یہ ثابت ہوا کہ عاشوراء کا روزہ رکھنے کا جب نبی پاک ﷺ نے حکم دیا تو حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے لہذا یہ روزہ واجب تھا لیکن رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد اس کا وجوب ختم ہو گیا اور یہ مستحب ہو گیا جو چاہے رکھ لے اور جو چاہے نہ رکھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ عاشوراء کا روزہ واجب نہ تھا بلکہ مسنون تھا اس کی تاکید کی گئی تھی اور رمضان کے بعد اس کی تاکید ختم کر دی گئی۔

جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ یوم عاشوراء کے روزے کو رمضان کی فرضیت سے قبل واجب قرار دیتے ہیں اور رمضان کے روزوں کی فرضیت عاشوراء کے روزے کے لئے ناسخ شمار کرتے ہیں اس پر متعدد روایات پیش کر کے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ عاشوراء کے روزے کا وجوب منسوخ ہے۔ جیسا کہ شفیق بن سلمہ رحمہ اللہ (24) کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس یوم عاشوراء کے دن گیا اور ان کے پاس تر کھجوریں پڑی تھیں انہوں نے کہا آو کھاؤ میں نے عرض کیا آج یوم عاشوراء ہے اور میں روزے سے ہوں، تو انہوں نے فرمایا، "إِنَّ هَذَا الْيَوْمَ أُمِرْنَا بِصِيَامِهِ قَبْلَ رَمَضَانَ" (25) آج کے دن کے روزے کا حکم ہمیں رمضان (کے فرض ہونے) سے پہلے دیا گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت بیان کی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کے روزے کا حکم رمضان کے فرض ہونے سے پہلے دیا جب رمضان فرض ہو گیا تو فرمایا، "من شاء صام عاشوراء ومن شاء افطره" (26) جو چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔ اسی طرح دیگر روایات نقل کرنے کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فَفِي هَذِهِ الْآثَارِ نَسْخُ وُجُوبِ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ (27) ان آثار میں یوم عاشوراء کے روزے کے وجوب کا نسخ بیان ہوا ہے۔ یعنی امام شافعی اور امام طحاوی رحمہما اللہ اس حوالے سے اختلاف رکھتے ہیں کہ یوم عاشور کا روزہ واجب تھا یا نہیں اور اس کو منسوخ کیا گیا کہ نہیں۔ نسخ کے حوالے سے بحث تب ہے کہ اس کا وجوب ثابت ہو امام طحاوی رحمہ اللہ اس کے وجوب کے قائل ہیں مگر امام شافعی رحمہ اللہ وجوب کے قائل نہیں ہیں اسی بناء پر اسکے منسوخ ہونے اور نہ ہونے کا اختلاف ہے

## نماز میں گفتگو کرنا منسوخ ہے یا نہیں؟

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نماز میں کلام کرنے اور نہ کرنے کا ثبوت رکھنے والی روایات ایک دوسرے کی مخالف نہیں ہیں کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں جان بوجھ کر کلام کرنے کی بات ہے اور حدیث ذوالیدین میں بھول کر کلام کرنے کی بات ہے لہذا ان میں اختلاف موجود نہیں ہے (28) امام شافعی رحمہ اللہ نے دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اور حدیث ذوالیدین میں ناسخ و منسوخ نہیں پایا جاتا بلکہ ان میں اختلاف ہی نہیں جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ دوسرا یہ کہ ناسخ ہمیشہ بعد والا واقعہ بنتا ہے اور حدیث عبد اللہ بن مسعود، ذوالیدین والی حدیث سے پہلے پیش

آئی ہے لہذا ان میں نسخ نہیں ہے۔ جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک حدیث ذوالیدین اور اس طرح کی دیگر روایات منسوخ ہیں ان کو اس دور پر محمول کیا جائے گا جب نماز میں کلام کرنا مباح تھا لیکن جب نماز میں کلام کرنا مباح نہ رہا اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں امام کی اصلاح کے لئے تصفیح اور تسبیح کا طریقہ بتایا تو نماز میں کلام کرنے سے نماز قائم نہیں رہے گی جس میں معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ کی روایت دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز میں کسی شخص کا کلام کرنا درست نہیں ہے صرف تکبیر، تسبیح اور تلاوت قرآن، نماز میں جائز ہے۔(29)

خلاصہ یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نماز میں کلام کرنے والی احادیث کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں اور اگر کوئی نماز میں کلام کرتا ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ امام شافعی رحمہ اللہ اس حوالے سے ناسخ ومنسوخ کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ اس حوالے سے مخالف روایات میں اس طرح جمع وتوفیق پیدا کرتے ہیں کہ اگر کوئی بھول کے کلام کرے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی اور اگر جان بوجھ کر کلام کرے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

## جانور کے نقصان کرنے پر تاوان

اس حوالے سے امام شافعی اور امام طحاوی رحمہا اللہ کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ اس بارے میں منقول دونوں مختلف احادیث کو مختلف احوال پر محمول کر کے اس انداز سے جمع کیا جائے کہ ان میں اختلاف نہ رہے لہذا "اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَار" (30) جانوروں کے نقصان کا تاوان معاف ہے کو اس صورت پر محمول کریں گے جب جانور کے مالک کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں ہوتی اور دوسری روایت (31) کو اس صورت پر محمول کریں گے جب جانور کی حفاظت کی ذمہ داری مالک پر ہوتی ہے گویا امام شافعی رحمہ اللہ ان متضاد روایات میں جمع و توفیق پیدا کرنے کے قائل ہیں۔ جبکہ اس مسئلہ کے بارے امام طحاوی رحمہ اللہ ترجیح کے اصول کو بھی استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نسخ کو بھی کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ والی روایت (32) منقطع ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔ لہذا حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت (33) کو اس کا ناسخ قرار دیتے ہیں۔

## نتائج بحث

اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ امام شافعی اور امام طحاوی رحمہا اللہ بعض مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں کچھ مسائل میں مسئلے کی نوعیت میں تو اتفاق پایا جاتا ہے لیکن اس کے ثبوت کے منہج میں اختلاف پایا جاتا ہے انہیں درج ذیل نکات میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

○ سورۃ نجم میں سجدہ تلاوت کے عدم وجوب پر ان دونوں آئمہ کا اتفاق ہے اور اس کے مقابلے میں احناف اس سجدے کے وجوب کے قائل ہیں گویا امام طحاوی اس مسئلہ میں احناف سے بھی اختلاف رکھتے ہیں۔

○ سجدے میں جاتے ہوئے اور سجدے سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنے کے حوالے سے امام شافعی رحمہ اللہ اصول ترجیح کو استعمال کرتے ہیں اور امام طحاوی رحمہ اللہ نسخ کے ذریعے رفع یدین کے عدم وجوب کے قائل ہیں۔

○ احرام باندھنے سے پہلے اسے خوشبو لگانے کے حوالے سے ان میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک خوشبو لگانے میں کوئی حرج نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ اس سے منع کرنے والی احادیث کو منسوخ یا مرجوح قرار دیتے ہیں لیکن امام طحاوی رحمہ اللہ اسے مکروہ کہتے ہیں

○ قنوت فی الصلاۃ کے بارے یہ اختلاف ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں نسخ نہیں ہے امام طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں نسخ پایا جاتا ہے

○ امام شافعی رحمہ اللہ پچھنے لگانے سے روزہ توڑنے والی روایات کو منسوخ قرار دیتے ہیں جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ ان روایات کو مختلف احتمالات پر محمول کر کے اختلاف کو دور کرتے ہیں

○ امام شافعی اور طحاوی رحمہ اللہ جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونا ضروری قرار نہیں دیتے مگر مختلف روایات کے اختلاف کو دور کرنے کے لئے مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں امام طحاوی رحمہ اللہ اس میں نسخ کا تعین کرتے ہیں مگر امام شافعی رحمہ اللہ نسخ کا استعمال نہیں کرتے۔

○ یوم عاشور کے روزے کی فرضیت وعدم فرضیت پر دونوں آئمہ اختلاف کرتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ عدم فرضیت اور امام طحاوی رحمہ اللہ فرضیت کے قائل ہیں اس لئے امام طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں نسخ پایا جاتا ہے مگر امام شافعی کے نزدیک نسخ نہیں پایا جاتا۔

○ امام شافعی رحمہ اللہ نماز میں کلام کرنے والی روایات میں جمع و توفیق پیدا کر کے اختلاف دور کرتے ہیں اور امام طحاوی رحمہ اللہ اس میں نسخ کا تعین کر کے اختلاف رفع کرتے ہیں

○ اگر کسی کا جانور نقصان کر دے تو اس کے تاوان کے حوالے سے امام شافعی اور امام طحاوی رحمہما اللہ اختلاف رکھتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ جمع و توفیق کے ذریعے اختلاف دور کرتے ہیں اور امام طحاوی رحمہ اللہ نسخ کے ذریعے آیت تیمم کے نزول سے پہلے پر محمول کر کے اس اختلاف کو دور کرتے ہیں۔

# حوالہ جات وحواشی

1۔ شافعی، محمد بن ادریس "اختلاف الحدیث"، باب سجود القرآن، ص ۴۵

Al-Shāfiʿī, Muhammad bin Idrees, Ikhtilāf *al-Hadīth*, bāb Sajood al-Quran, P.45

2۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، باب المفصل فیہ سجود ام لا، ۱:۲۱۸

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Athār*, bāb-al-mofasal fihi sajood um la, 1:218

3۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب رفع الایدی فی الصلاۃ، ص ۱۲۷

Al-Shāfiʿī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb rafo-aidi fi-Salat, P. 127

4۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب الخلاف فیہ، ۱۲۷

Al-Shāfiʿī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb al-Khilaf o fihi, P. 127

5۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع، ۱:۱۴۵

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Athār*, Kitāb as-Ṣalāt, bāb al-takbir lir-raku, 1:145

6۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، ۱:۱۴۶

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Athār*, 1:146

7۔ ایضا

Ibid

8۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، ۱:۱۴۶

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Athār*, 1:146

9۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب الطیب للاحرام، ص ۱۷۵

Al-Shāfiʿī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb al-Ṭīb lil iḥrām, P. 175

10۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب الخلاف فی تطیب المحرم للاحرام، ص ۱۷۵

Al-Shāfiʿī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb al-Khilaf fi-taṬīb lil iḥrām, P. 175

11۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب مناسک حج، بَابُ التَّطَيُّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، 1:۳۶۲

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Athār*, Kitāb manāsik Haj, bāb taṬībind al- iḥrām, 1:362

12۔ آپ ابو ھریرہ کی کنیت سے معروف ہیں، انکا اصل نام عبد الرحمان بن صخر ہے خیبر والے سال ایمان قبول کیا اور مدینہ شریف ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی اور علم حدیث حاصل کیا اور دعائے رسول ﷺ کی وجہ سے علم حدیث میں سب سے سبقت حاصل کی 58ھ میں وفات پائی( السیر ۲:۵۷۸)، الاستیعاب (۴:۲۰۰)

13۔ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ حِينَ يَفْرُغُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنَ الْقِرَاءَةِ،------- ---«اللهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ، اللهُمَّ الْعَنْ لِحْيَانَ، وَرِعْلًا، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ»، ثُمَّ بَلَغَنَا أَنَّهُ تَرَكَ ذَلِكَ لَمَّا أُنْزِلَ: {لَيْسَ لَكَ

مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ} [آل عمران: 128] (مسلم، "الجامع الصحیح"، کتاب المساجد، بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُنُوتِ فِي جَمِيعِ الصَّلَاةِ، ۱:۲۳۷)

14۔ فتح مکہ سے قبل ایمان لائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے آپ نے 53 یا 54ھ میں وفات پائی (تہذیب التہذیب، ۶:۱۴۶)

15۔ آل عمران ۳:۱۲۸ Al-Qurān, 3:128

16۔ طحاوی، "شرح معانی الاثار"، کتاب الصلاۃ، باب القنوت فی صلاۃ الفجر وغیرھا، ۱:۱۵۵

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Athār*, Kitāb as-Ṣalāt, bāb al-qanut fi Ṣalāt al-fajar wa Ghairihā , 1:155

17۔ عبد اللہ بن مسعود الھذلی جلیل القدر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور ابن ام عبد الامام انکی کنیت ہے ان کا شمار سابقین الاولین میں ہوتا ہے فقہ میں بہت بلند مقام رکھتے تھے ان کا وصال 32ھ میں ہوا (السیر (۱/۴۶۱)، الاستیعاب (۲:۳۰۸) الإصابۃ ۲:۳۶۰)

18۔ عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بعثت رسول ﷺ کے تیسرے سال پیدا ہوئے بیعت رضوان میں حصہ لیا ان کا شمار مکثرین اور فقہی صحابہ میں ہوتا ہے 74ھ کو وصال ہوا (طبقات الفقہاء، (ص۴۹) الإصابۃ ۲/۳۳۸، السیر (۳:۲۰۳)

19۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب فی الجنائز، ص ۱۵۷

Al-Shāfiʿī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb fi-al-Janaiz, P. 157

20۔ ایضا

Ibid

21۔ یہ ابو معمر عبد اللہ بن سخبرہ ہیں ان کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے

22۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الجنائز، بَابُ الْجِنَازَةِ تَمُرُّ بِالْقَوْمِ أَيَقُومُونَ لَهَا أَمْ لَا؟، ۱:۲۸۳

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Athār*, Kitāb al-Janaiz, bāb al-janaza tamurro bil-qowm e.. , 1:283

23۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، ص ۶۹

24۔ شقیق بن سلمہ کی کنیت ابو وائل الاسدی اور لقب شیخ الکوفہ ہے انہوں نے عمر، عثمان، علی، معاذ، ابن مسعود، ابو درداء ابو موسی، حذیفہ، عائشہ، ابو ھریرہ، خباب اور اسامہ بن زید کے علاوہ بہت سے صحابہ سے روایات بیان کی ہیں۔ ان سے عمرو بن مرہ، حبیب بن ابی ثابت، ابو اسحاق، اعمش، عطاء بن سائب اور کثیر لوگوں نے روایت کیا۔ 82ھ میں وفات پائی (طبقات ابن سعد "۶/۹۶"، حلیۃ الأولیاء "۴/۱۰۱"، تاریخ بغداد "۹/۲۶۸"، الاستیعاب "۲/۷۱۰"، أسد الغابۃ "۳/۳"، تذکرۃ الحفاظ "۱/۶۰"، تھذیب التھذیب "۴/۳۶۱"، الإصابۃ "۲/ ترجمۃ ۳۹۸۲")

25۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، ۱:۳۳۵

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Athār*, Kitāb as-Ṣowm, bāb Ṣowm e Yowm Ashorā, 1:335

26۔ ایضا Ibid

27۔ ایضا Ibid

28۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، ص۶۹

Al-Shāfiʿī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb Ṣowm e Yowm Ashorā P. 69

29۔ طحاوی، شرح معانی الآثار کتاب الصلاۃ، باب الکلام فی الصلاۃ، ۱:۲۶۱

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Athār*, Kitāb as-Ṣalāt, bāb al-kalam fi as- Ṣalāt, p. 261

30۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب جرح العجماء جبار، ص۲۲۶

Al-Shāfiʿī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb Jarh al-ajmā' jubar, P. 226

31۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الجنایات، باب مااصابت البھائم فی اللیل والنھار، حدیث نمبر ۸۰۳، ۲:۱۱۱

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Athār*, Kitāb al-Janayāt, bāb ma-asabat al-bahaim fi al-lail wal-nahār, 2:111

32۔ ایضا Ibid

33۔ ایضا Ibid

؛بخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب الدیات، باب المعدن جبار والبئر جبار

Al-Bukhārī, Muhammad Bin Ismaīl, Al-Jāmai' al-Sahīh, Kītab uddiyat, Bab al-ma'dano Jubar wal be'ro jubar